محمد سہیل باوا
ختم نبوت اکیڈمی (لندن)

لندن مناظرے سے فرار
قادیانیوں کا اعترافِ شکست

قادیانی جماعت کے چوتھے سربراہ مرزا طاہر کو اپنے آخری دور میں مسلسل ناکامیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ جس کے بعد مرزا طاہر نے دنیا بھر کے تمام قادیانی مربیوں کو عام تبلیغی سرگرمیوں‘ مسلمانوں کے ساتھ بحث ومباحثہ کرنے اور مسلمان علماء کے ساتھ مناظرہ کرنے پر پابندی عائد کی تھی۔ ۱۹/اپریل ۲۰۰۳ء کو مرزا طاہر، سفیر ختم نبوت، مولانا منظور احمد چنیوٹی کے بارے میں غلط پیش گوئی کے نتیجے میں ہلاک ہوا۔ بالکل اسی طرح جیسے خود مرزا غلام احمد قادیانی، مولانا ثناء اللہ امرتسری کے ساتھ یک طرفہ دعا کے نتیجہ میں ہیضہ کی عبرتناک موت سے ہلاک ہوا۔ مرزا طاہر کے مرنے کے بعد قادیانی جماعت کے پانچویں سربراہ مرزا مسرور نے بھی اس پابندی کو دوسال تک برقرار رکھا۔ اسی دوران سفیر ختم نبوت مولانا منظور احمد چنیوٹی نے ۲۴/ستمبر ۲۰۰۳ء کو لندن میں مرزا مسرور کو مباہلہ کا چیلنج دیا۔ مرزا مسرور مباہلہ تو کیا کرتے چیلنج کا جواب تک نہ دیا۔

تین ہفتے قبل مرزا مسرور نے قادیانی چینل پر یہ اعلان کیا کہ دنیا بھر کے قادیانی مبلغین اور عام قادیانی اپنی کوششوں کو تیز کریں اور اپنے ملکوں میں رہنے والے مسلمانوں کو قادیانی بنانے کی مہم شروع کریں اور اپنے محلے میں رہنے والے شرفاء (یعنی مسلمانوں) کو قادیانی بنانے کی کوششوں کو وسیع پیمانے پر بڑھائیں۔ مرزا مسرور کے اس اعلان کے بعد قادیانیوں نے برطانیہ اور خصوصاً لندن میں یونیورسٹیز، کالجز اور لندن کے مختلف علاقوں میں اپنی ارتدادی سرگرمیوں کو تیز کر دیا اور مسلمان لڑکوں اور لڑکیوں کو خصوصی نشانہ بنایا۔ جنوبی لندن کے علاقے (ٹوٹنگ) جو کہ قادیانی سرگرمیوں کا گڑھ شمار ہوتا ہے، کے اردگرد بھارت حیدرآباد دکن سے برطانیہ میں تعلیم حاصل کرنے کے لیے آنے والے قادیانی نوجوانوں نے تعلیم کے ساتھ قادیانیت کی تبلیغ بھی شروع کر رکھی ہے۔ انہی قادیانی نوجوانوں میں سے بعض نے علاقے میں موجود مشہور مسجد (ٹوٹنگ اسلامک سنٹر) کے امام مولانا زبیر صاحب سے چھیڑ چھاڑ شروع کی اور مولانا کے ساتھ حیات مسیح علیہ السلام اور ختم نبوت جیسے مسائل پر بحث کرنا شروع کی۔ شروع میں تو مولانا نے قادیانی نوجوانوں کو حیات مسیح اور مسئلہ ختم نبوت‘ قرآن وحدیث کی روشنی میں سمجھانے کی کوشش کی لیکن قادیانیوں نے حیاتِ مسیح اور ختم نبوت پر قرآن وحدیث کے تمام دلائل کا انکار کرتے ہوئے کہا کہ ہم تو قرآن وحدیث نہیں سمجھتے۔ ہم آپ کو چیلنج کرتے ہیں کہ آپ ہمارے مربّی سے گفتگو کرلیں۔ مولانا نے ان کے چیلنج قبول کرتے ہوئے کہا۔ ہم آپ کی خدمت کے لیے ہر وقت حاضر ہیں۔ اس کے بعد مجلس برخاست ہوگئی۔

مولانا نے ۱۱/فروری ۲۰۰۵ء کو ختم نبوت اکیڈمی لندن کے دفتر بذریعہ فون عالمی مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالرحمٰن باوا صاحب سے رابطہ کیا اور انہیں ساری صورت حال سے آگاہ کیا اور قادیانیوں کی طرف سے پیغام دیا کہ وہ ۱۲/فروری ۲۰۰۵ء

شام ۷ بجے ہماری مسجد (ٹوٹنگ اسلامک سینٹر) مناظرہ کے لیے آرہے ہیں۔لہٰذا آپ اور آپ کے مبلغین مناظرہ میں تشریف لے آئیں۔میں نے مولانا زبیر صاحب سے صرف ایک درخواست کی کہ آپ قادیانیوں کو ایک پیغام دے دیں کہ وہ اپنے ساتھ مرزا غلام قادیانی کی کتابوں کا مجموعہ ''روحانی خزائن'' لے آئیں۔مولانا عبدالرحمٰن باوا صاحب اور بندہ اپنے ساتھیوں سمیت جائے مقررہ پر وقت مقررہ سے پہلے پہنچ گئے۔تاہم کافی دیر تک انتظار کرنے کے باوجود قادیانی کہیں ظاہر نہ ہوئے اور اپنی عادت کے مطابق دھوکہ دہی سے کام لیتے ہوئے جائے مقررہ پر آنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ اگر آپ نے مناظرہ کرنا ہے تو ہمارے گھر پر آنا ہوگا۔مربّی صاحب'اسلامک سنٹر آنے سے انکار کر رہے ہیں۔قادیانی نوجوان اور ان کا مربّی ابھی سے ہی مناظرے سے بھاگنے کا راستہ تلاش کرنے لگے اور مربّی کو یقین تھا کہ ختم نبوت اکیڈمی کے مبلغین گھر نہیں آئیں گے اور پھر ہم اعلان کر دیں گے۔مولوی عبدالرحمٰن باوا اور ان کے ساتھیوں نے مناظرے میں آنے سے انکار کر دیا۔اللہ کے فضل سے ہماری نیت پہلے سے یہی تھی۔قادیانی ہمیں جہاں بلائیں گے'ہم وہاں جائیں گے۔اسی دوران ہمارے مشورے میں طے ہو گیا کہ قادیانی ہمیں اگر اپنے گھر آنے کو کہہ رہے ہیں تو ہم وہاں بھی چلے جاتے ہیں اور ہمیں اس بات کا اندازہ تھا کہ آج اگر نہ گئے تو پھر کبھی بات نہیں کریں گے ایک طویل عرصے بعد کسی قادیانی مربّی نے بات کرنے کی ہمت کی ہے تو اس کو بھاگنے کا موقع نہ دیا جائے۔مولانا زبیر صاحب نے عادل قادیانی کو فون پر کہا کہ چلو ہم تمہارے گھر آجاتے ہیں۔آپ مسجد آکر ہم سب کو لے جاؤ۔اس پر عادل قادیانی نے کہا کہ آپ لوگ خود آجائیں۔مربّی صاحب کی اجازت نہیں۔قادیانیوں کا مسجد میں نہ آنا یہ ان کی سب سے پہلی شکست تھی۔بہرحال ہم سب ساتھی قادیانیوں کے گھر پہنچ گئے۔ایک چھوٹے سے کمرے میں تقریباً ۲۰ کی تعداد میں قادیانی جمع تھے۔کسی کے بھی چہرے پر نبی خاتم ﷺ کی سنت نہیں تھی بلکہ سب کے سب ڈاڑھی منڈے۔ایک قادیانی لڑکے نے مجھ سے میرا نام اور پتا معلوم کیا اور کہا کہ آپ ختم نبوت کے دفتر سے آئے ہیں پھر ہمیں اندر ایک درمیانہ سائز کے کمرہ میں جہاں مربّی صاحب بیٹھے تھے۔وہاں لے گئے۔مربّی نے سلام کیا۔اس پر حضرت عبدالرحمٰن باوا صاحب نے فرمایا ''ہمیں تعجب ہے آپ کے سلام کرنے سے لے کر جنازہ اور تدفین تک جملہ معاملات میں بائیکاٹ اور انقطاع کی تعلیم پر زور دیا گیا ہے''۔اس پر باوا صاحب نے (کلمۃ الفصل ص۱۶۹،۱۷۰) کا حوالہ دیا کہ ہم تو دیکھتے ہیں کہ ''حضرت مسیح موعود'' نے غیر احمدیوں کے ساتھ صرف وہی سلوک جائز رکھا ہے۔جو نبی ﷺ نے عیسائیوں کے ساتھ کیا۔اس پر قادیانی نوجوان مربّی صاحب کو گھور گھور کر دیکھنے لگے اور مربّی نے گردن جھکا کر خاموشی اختیار کر لی۔اس کے بعد مربّی نے اپنا نام بتایا کہ میرا نام رانا مشہود ہے۔ہماری اطلاع کے مطابق رانا مشہود حال ہی میں روس سے برطانیہ منتقل ہوئے ہیں اور لندن میں گرائڈن کے علاقے کے مربّی ہیں۔معلوم ہوتا ہے کہ برطانیہ میں ان کا یہ سب سے پہلا مناظرہ تھا۔

مناظرہ کی شرائط طے کئے بغیر ہی جناب نے حیات مسیح پر گفتگو شروع کر دی اور کہا کہ آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

کا آسمان پر زندہ ہونا ثابت کر دیں تو ہم مرزا غلام احمد قادیانی کو چھوڑ دیں گے اور مرزا صاحب کی ساری کتابیں پھینک دیں گے۔اس پر باوا صاحب نے کہا: ''کیا آپ یہاں مرزا صاحب کو سچا ثابت کرنے آئے ہیں یا حیاتِ مسیح پر گفتگو کرنے''؟ اس پر مربّی رانا مشہود بھاگنے کی کوشش کرتے ہوئے کہنے لگے کہ یہ تو مولویانہ انداز ہے۔اگر آپ نے گفتگو کرنی ہے تو صرف حیات مسیح پر ہی گفتگو ہوگی۔مرزا قادیانی کی تحریریں جن میں مرزا کی تاریک زندگی کا بیشتر مواد ہے۔اس پر مناظرہ سے فرار اختیار کرتے ہوئے صرف وفات مسیح پر گفتگو کرنا رانا مشہود کا دوسرا اعتراف شکست تھا۔قادیانی مربّی کا کہنا تھا۔اصل بحث مسلمان اور قادیانیوں کے درمیان حیات و وفات مسیح ہے اور یہی بنیادی جھگڑا ہے۔حیاتِ مسیح ثابت ہوجائے تو ہم مرزا صاحب کا انکار کر دیں گے اور اسی موضوع پر بات کرنے کا اصرار رہا۔چنانچہ ہمارے نوجوان مبلغ جناب شمیم صاحب نے قادیانی نوجوانوں سے مخاطب ہوکر دو حوالے دیئے اور ان سے سوال کیا کہ آپ کے مربی صاحب حیات مسیح اور وفات مسیح کو موضوع بحث بنا رہے ہیں جبکہ مرزا غلام قادیانی نے لکھا ہے کہ ہماری یہ غرض نہیں کہ مسیح کی وفات وحیات پر جھگڑے اور مباحثہ کرتے پھرو۔یہ ادنیٰ سی بات ہے (ملفوظات جلد ۲،صفحہ ۲۷) لیکن آپ کے مربّی کہتے ہیں یہ بنیادی مسئلہ ہے اور مرزا قادیانی کہتا ہے کہ یہ بنیادی مسئلہ نہیں۔یہ ادنیٰ سی بات ہے۔اب آپ بتایئے کہ آپ کس کی بات مانیں گے۔مرزا صاحب کی یا مربّی کی؟ اس حوالے کا ان کے پاس کوئی جواب نہ تھا لیکن اس کے جواب میں مربّی نے کہا کہ آپ لوگ وقت ضائع کر رہے ہیں۔اس حوالے کا جواب نہ دینا۔رانا مشہود کا تیسرا اعترافِ شکست ہے۔جناب شمیم صاحب نے دوسرا حوالہ یہ دیا اور ان سے سوال کیا کہ ''براہین احمدیہ'' میں مرزا قادیانی نے قرآن کی آیات لکھ کر حیاتِ مسیح کو ثابت کیا اور مرزا قادیانی اپنی ۵۲ سال کی عمر تک یعنی ''ملہم'' بن کر ۱۲ سال تک حیات مسیح کا عقیدہ رکھتا تھا اور اس غلط عقیدہ پر قائم رہا اور پھر یکا یک وفات مسیح کا عقیدہ کیوں گھڑ لیا؟ اس کے جواب میں مربّی نے دو باتیں کہیں ایک تو یہ کہ نبی غلطی کر سکتا ہے (معاذ اللہ) دو مرتبہ یہ لفظ دہرائے۔ساتھیوں نے اس پر استغفر اللہ کہا تو ایک قادیانی نوجوان نے حضور ﷺ کی شان میں صلح حدیبیہ کے واقعہ کو غلط رنگ میں پیش کر کے ایک اور گستاخی کی کہ صلح حدیبیہ میں حضور ﷺ سے غلطی ہوئی۔معاذ اللہ! اب رانا مشہود بھی بوکھلا گیا اور بھاگنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا کہ میں بات نہیں کرتا۔میں جاتا ہوں۔راقم الحروف نے کہا کہ آپ بھاگنے کی کوشش نہ کریں۔مرزا قادیانی تو اپنی کتاب (روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۲۷۲) پر لکھتا ہے (یعنی اللہ تعالیٰ مجھے غلطی پر ایک لمحہ بھی باقی نہیں رہنے دیتا اور مجھے ہر ایک بات سے محفوظ رکھتا ہے) اور آپ کہہ رہے ہیں کہ غلطی ہوسکتی ہے اور ہم بھی یہی کہہ رہے ہیں کہ مرزا قادیانی سے غلطیاں ہوئی ہیں لیکن معاذ اللہ حضور ﷺ سے غلطی محال ہے۔مربّی نے دوسری بات یہ کہی کہ جس طرح آنحضرت ﷺ پہلے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے رہے پھر خدا تعالیٰ کے حکم سے بیت اللہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کا حکم ہوا۔بالکل اسی طرح مرزا صاحب پر خدا نے بارش کی طرح وحی کی اور اس کے فوراً بعد مرزا صاحب کا حیات مسیح کا عقیدہ بدل گیا۔باوا صاحب نے مربّی کے اس حوالے پر سخت گرفت کرتے ہوئے فرمایا: ''رانا صاحب! آپ کی جہالت پر ہمیں

افسوس ہے۔آپ کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ قبلے کا تبدیل ہو جانا احکام میں سے ہے اور حیاتِ مسیح کا مسئلہ عقیدہ ہے اور عقیدے میں ہرگز تبدیلی نہیں ہوتی‘‘۔رانا صاحب سے یہ بھی مطالبہ کیا گیا کہ آپ وہ حوالہ پیش کریں جس میں مرزا نے لکھا ہے کہ مجھ پر بارش کی طرح وحی ہوئی۔قادیانی مربّی پر اس قدر لرزہ طاری ہو گیا کہ وہ حوالہ نہ نکال سکا۔راقم الحروف نے مربّی رانا مشہود کو چیلنج دیا کہ یہ بتادو کہ مرزا قادیانی نے کتنی کتابیں لکھیں اور ان کے نام کیا ہیں۔کہنے لگا ۷۴ یا ۷۵۔جس پر راقم الحروف نے کہا حیرت ہے کہ قادیانی مربّی جو کہ قادیانی جماعت کی نمائندگی میں یہاں آئے ہیں اور یہ تک نہیں معلوم کہ مرزا قادیانی نے کتنی کتابیں لکھی ہیں۔رانا مشہود کا یہ چوتھا اعترافِ شکست تھا۔جب رانا مشہود کسی نکتہ پر پھنس جاتے تو قادیانی نوجوان شور شرابہ کردیتے (پرانی عادت کے مطابق) یا رانا صاحب کسی اور نکتہ پر بحث شروع کردیتے۔دورانِ گفتگو رانا مشہود کے موبائل پر کئی مرتبہ غیر ضروری کالز بھی آتی رہیں۔مربّی نے بڑی کوشش کی کہ ہمارے مبلّغین بات ختم کردیں لیکن ہمارے ساتھی گفتگو کو جاری رکھے ہوئے تھے۔آخر رانا مشہود نے راستہ ناپنا شروع کردیا۔شمیم صاحب نے کہا آپ سے ایک درخواست ہے کہ آپ جانے سے پہلے آخری فیصلہ سن کر جائیں (مجموعہ اشتہارات جلد۳ صفحہ ۵۷۹) جو کہ مولانا ثناء اللہ امرتسری اور مرزا غلام قادیانی کے درمیان ہوا اور اس فیصلے میں مرزا قادیانی اپنی یک طرفہ دعا کے نتیجہ میں ۲۶/مئی ۱۹۰۸ء کو لاہور میں ہیضہ کی منہ مانگی موت سے ہلاک ہوا۔مشہود نے اس فیصلہ کو سننے سے انکار کردیا اور اسی دوران چند قادیانی باہر سے آئے اور مربّی کو بھگا کر لے گئے۔مربّی کا آخری فیصلے کا نہ سننا اور اپنے گھر سے اپنے قادیانیوں کو اکیلا چھوڑ کر راہ فرار اختیار کرنا مربی رانا مشہود کا اعترافِ شکست ہے۔اس طرح اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کامیابی عطا فرمائی۔بہر حال ہمارے تمام ساتھی قادیانیوں کے گھر میں آخر تک بیٹھے رہے۔اس کے بعد شمیم صاحب نے قادیانی نوجوانوں کو آخری فیصلہ جو کہ مولانا ثناء اللہ امرتسری اور مرزا قادیانی کے درمیان ہوا تھا، پڑھ کر سنایا۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تمام قادیانیوں کو ہدایت عطا فرمائیں۔(آمین)